ایک تاریخی غلطی کی اصلاح

محمد بن قاسم الثقفی کی موت کا اصلی سبب

از سید نجیب اشرف صاحب ندوی بی اے

مولانا شبلی رح نے فلسفۂ تاریخ کے ایک اہم نکتہ کو ان الفاظ مین بہترین طریقہ سے واضح کیا ہے

"فلسفۂ تاریخ کا یہ ایک راز ہے کہ جو واقعات جس قدر زیادہ شہرت پکڑ جاتے ہین، اسی قدر ان کی صحت زیادہ مشتبہ ہوجاتی ہے، سدِ سکندر، دیوارِ قہقہہ، چاہ بابل، آبِ حیوان، مارِ ضحاک، جامِ جم، سے بڑھ کر کس واقعہ نے شہرتِ عام کی سند حاصل کی ہے، لیکن کیا ان مین سے ایک بھی اصلیت سے کچھ علاقہ رکھتا ہے؟"[1]

یہ ایک ایسی صداقتِ تاریخی ہے جس کی تردید نا ممکن ہے، اسی قسم کی عام شہرت بدبخت اولین مسلم فاتحِ ہند محمد بن قاسم کی موت نے حاصل کر لی ہے، عام فارسی تاریخین چچ نامہ، فرشتہ، طبقات اکبری، زبدۃ التواریخ، معصومی، وغیرہ نے کسی تنقید و استناد کے بغیر اس واقعہ کو ان الفاظ مین لکھا ہے:-

"دارالسلطنت سندھ کی فتح کے بعد، مالِ غنیمت مین وہان کے راجہ داہر کی دو لڑکیان بھی گرفتار ہوکر آئین، ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر نوجوان فاتح نے ان کو خلیفہ کی خدمت مین روانہ کر دیا، جب وہ دارالخلافہ مین پہنچین تو انھون نے خلیفہ سے عرض کی کہ اب وہ حرم امیر المومنین کے لائق نہین ہین، کیونکہ ان کو وہان سے روانہ کرنے سے پہلے قاسم ان کے باغِ حسن کی خوشہ چینی کر چکا ہے، خلیفہ کے غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی، اس نے فوراً خط لکھا کہ قاسم جہان کہین بھی ہو اپنے

[1] مضامین عالمگیری ص۱،

اپنے کو نامہ بر کے حوالہ کردیئے جو اوسے ایک بیل کی کھال مین سی کر خلیفہ کے سامنے لائے، جب تابوت قاسم کے پاس پہنچا تو فرمان بردار سپہ سالار نے اپنے کو اس کے حوالہ کردیا، اس نے ہدایت کے موافق اُسے کھال مین سی لیا، تین دنون کے بعد اسکی روح قفسِ عنصری سے آزاد ہوگئی، جب اسکی لاش خلیفہ کے سامنے لائی گئی تو اس نے ان دونون لڑکیون کو بلوا کر دکھایا، انھون نے لاش دیکھکر اظہارِ مسرت کرتے ہوئے کہا کہ خلیفہ کو ہر خطرناک کام غور و فکر کے بعد کرنا چاہئے، قاسم سرے سے بے قصور تھا، لیکن چونکہ اس نے ان کے ملک کو تباہ، ان کے باپ اور برادران وطن کو قتل، اونکی حکومت کو برباد اور اونکی قوم کو غلام بنالیا تھا، اس لئے انتقاماً یہ الزام اس پر لگایا اور انکی امیدین برآئین، خلیفہ کی آتشِ غضب بھڑک اوٹھی اس نے حکم دیا کہ ان دونون لڑکیون کو قتل کردیا جائے؛

یہی واقعات ہین جو کم و بیش حذف و اضافہ کے ساتھ تمام فارسی تاریخون مین مذکور ہین، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا اس تمام افسانہ کی کوئی اصلیت بھی ہے؟ کیا واقعی داہر کی لڑکیان گرفتار بھی ہوئین تھین؟ کیا وہ دار الخلافت کو بھیجی گئی تھین؟ کیا قاسم کی موت اسی طرح واقع ہوئی؟ یا یہ تمام باتین الف لیلہ کی داستان سے زیادہ حقیقت نہین رکھتین؟

ہمارے فارسی مورخین کا بدقسمتی سے یہ ایک عام شیوہ رہا ہے کہ ان کے سامنے جو کتاب بھی آئی، اس خیال کے بغیر کہ یہ کتاب مستند بھی ہے یا نہین، اسکی تاریخی صداقت کہان تک قابل قبول ہے اور اس کے مصنف نے کہان تک تحقیقات کے ساتھ سچے واقعات لکھنے کی کوشش کی ہے، اوس کے تمام رطب و یابس کو اپنے صفحات مین جگہ دیدیتے ہین اور رفتہ رفتہ یہی چیزین اصلی اور سچی تاریخ بن گئین، اگر ان مورخین نے تھوڑی دیر کے لیے فارسی ذرائع سے علیحدگی حاصل کرکے اس عہد کے عربی مورخین کی کتابون کے مطالعہ کی زحمت گوارا کرلی ہوتی تو وہ اس قسم کی عام غلطی کا شکار نہ ہوتے اور ہندوستان

کے یورپین مورخین لین پول، الفنسٹن، سمتھ وغیرہ کو جو سلم آزاری مین ید طولیٰ رکھتے ہین، ایک اور ہتھیار دستیاب نہ ہوتا، ہندوستان کے فارسی مورخین سے یہ بڑی غلطی ہوئی ہے کہ ہندوستان کی ابتدائی تاریخ، آغاز اسلام، فتوحاتِ عرب حملہ، سندھ وغیرہ کے متعلق عرب مورخین، اہل جغرافیہ اور سیاحون کے نتائج سے مطلق فائدہ اٹھانے کی کوشش نہین کی، بلکہ سچ یہ ہے کہ محمود کے حملہ سے بیشتر "ہندو اسلام" کے متعلق ان کے معلومات کا خلاصہ چند سطرون سے زیادہ نہین، یہ مورخین سمجھتے تھے کہ ان کو تمام واقعات فارسی ہی مین جو عموماً اس وقت کی تقریباً مادری زبان تھی، ملجائین گے، اس لیے انھون نے ایک غیر زبان کی دگنی محنت کی تکلیف اٹھانے کا خیال بھی نہین کیا اور صرف فارسی پر قانع رہے، جو اپنے افسانہ پسند طرز و مذاق اور مسموع حکایات کے لئے مشہور ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صدیون پہلے کے واقعات کی اصلی صورت غائب ہوگئی اور نفس ایک واقعہ کی بنیاد پر حکایات کی عمارت تعمیر ہوگئی، دوسرے اس عہد مین کوئی فارسی تاریخ لکھی ہی نہین گئی، فارسی تاریخین اس سے سینکڑون برس بعد کی چیزین ہین، تیسرے مورخینِ ہند نے جو کچھ لکھا وہ جائے وقوع سے بہت دور رہکر لکھا اور کبھی اس بات کی کوشش نہ کی کہ مقام واردات پر جاکر اصل حقیقت دریافت کرین، تاہم ایک طالب علم تاریخ کے سچے سے ہمارا فرض ہے کہ ہم دیکھین کہ اس افسانہ کی ابتدا کہان سے ہوئی اور کیا دوسرے قدیم تاریخی ذرائع اس کی تصدیق کرتے ہین، ؟

بہرحال سب سے پہلے جس کتاب مین اس واقعہ کا ذکر ہے وہ ایک فارسی کی تاریخ چچ نامہ ہے، تمام فارسی مورخون نے اسی سے اس قصہ کو لیا ہے، یہ کتاب جیسا کہ اس کے دیباچہ مین فارسی مترجم کا بیان ہے "اصل مین عربی مین تھی، لیکن وہ ہمارے سامنے اپنے اصلی رنگ یعنی "حجازی عربی" مین نہین بلکہ "ایرانی روپ" مین سلطان ناصر الدین قباچہ حاکم سندھ کے عہد مین آئی، مترجم کا بیان ہے کہ یہ کتاب سندھ کے ایک قدیم عربی خاندان کے ایک رکن کے پاس ملی، اور اس خاندان کے ایک

بزرگ کی تصنیف ہے، لیکن انھوں نے جو نسب نامہ دیا ہے، اس کے مسلسل اشخاص کو لینے کے بعد اور ان میں سے ہر ایک کو تقریباً ۲۰ سال کا زمانہ جو تاریخی حیثیت سے بہت زیادہ ہے دینے کے بعد بھی ۲۰۰ یا ۲۲۰ سال ہوتے ہیں، اس کے معنی یہ ہوئے کہ یہ کتاب خود عربی میں واقعہ موت سے ۳ سو سال بعد لکھی گئی، دوسری طرف ہمکو عربی مورخوں کے بیانات ملتے ہیں جو دوسری تیسری اور چوتھی صدی میں، نہ صرف خود شاہی دربار میں موجود تھے، بلکہ تمام تاریخی مواد ان کے سامنے موجود تھا، نیز ان کے پاس ہر واقعہ کے متعلق مستند راویوں کے بیانات بھی موجود تھے، پس ایسے حالات میں تاریخ کے ایک عام و مختار اصول کے مطابق ہمارے لئے سب سے زیادہ صحیح راستہ یہ ہے کہ ہم ان عربی مورخوں کی طرف رجوع کریں اور دیکھیں کہ اس کے متعلق وہ کہاں تک معلومات مہیا کرسکتے ہیں،

واقعہ یہ ہے کہ خلیفہ ولید بن عبدالملک نے اپنے عہد حکومت کے آخری دنوں میں یہ کوشش کی تھی کہ وہ اپنے بھائی سلیمان بن عبدالملک کے بجائے اپنے بیٹے عبدالعزیز بن ولید کو جانشین بنائے، حجاج بن یوسف اور قتیبہ بن مسلم نے جو اس عہد کے دو مشہور افسر تھے اس کی رائے سے اتفاق کرکے اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی، اسی سلسلہ میں حجاج نے قاسم کو جو سندھ میں اس کا نائب تھا، لکھا، چنانچہ طبری کے جو ایک مستند پرانا مورخ ہے، یہ الفاظ ہیں :-

ان الولید بن عبد الملک اراد ان یجعل	ولید بن عبدالملک نے چاہا کہ (اپنے بھائی سلیمان کے بجائے)
ابنه عبد العزیز بن الولید ولی عهده	اپنے بیٹے عبدالعزیز بن ولید کو اپنا ولی عہد بنائے اور اس سازش
ودس فی ذالك الی القوّاد والشعرا	کو فوجی افسروں اور شاعروں میں پھیلایا، تو حجاج بن یوسف
.... فبایعه علی خلع	اور قتیبہ نے سلیمان کی ولیعہدی سے معزولی پر ولید کی
سلیمان الحجاج بن یوسف وقتیبه[1]	بیعت کی،

[1] طبری جلد ہشتم ص ۱۲۸۲-۱۲۸۳-

قال عمر قال علی واخبرنا ابوعاصم الزیادی عن الهلوات الکلبی قال کنا بالهند مع محمد بن القاسم فقتل اللہ داہرا وجاء ناکتاب من الحجاج ان اخلعوا سلیمان[1]،	ہم کو ابوعاصم زیادی نے ہلوات کلبی سے نقل کرکے بتایا کہ ہم لوگ ہند میں محمد بن قاسم کے ساتھ تھے، تو خدا نے داہر کو قتل کیا، اور ہم لوگوں کے پاس حجاج کی طرف سے خط آیا کہ سلیمان کو معزول کردو،

لیکن یہ تجویز ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ حجاج کا انتقال ہوگیا اور اس کے ساٹھ ہی مہینوں بعد خود ولید بن عبد الملک کو بھی حاکم حقیقی کے سامنے حاضر ہونا پڑا، اب سلیمان خلیفہ تھا، اور اس نے ان تمام اشخاص کو جو اس تحریک کے حامی تھے قتل، معزول و گرفتار کرنا شروع کیا، قتیبہ بن مسلم نے اسی جرم کے پاداش میں جان دی، بلاذری لکھتا ہے:-

وکان قتیبہ مستوحشا من سلیمان بن عبد الملک وذالک لانہ سعی ببیعۃ عبد العزیز بن الولید[2]	قتیبہ، سلیمان بن عبد الملک سے گھبرایا ہوا تھا، کیونکہ اس نے (سلیمان کے مقابلہ میں) عبد العزیز بن ولید کی بیعت کے لیے کوشش کی تھی،

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ حجاج نے محمد بن قاسم کو بھی اس کے لیے لکھا اور اوس نے یقیناً اپنے محسن و ظالم چچا کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کردیا ہوگا اور اسی دعوی کا یہ ثبوت ہے کہ جوں ہی سلیمان تخت خلافت پر متمکن ہوا اس نے محمد بن قاسم کو معزول و قید کرکے بلا لیا اور یزید بن ابی کبشہ السکسکی کو اس کا جانشین بنایا،

ومات الولید بن عبد الملک وولی سلیمان بن عبد الملک فاستعمل صالح	ولید بن عبد الملک مرگیا اور سلیمان بن عبد الملک خلیفہ ہوا تو اس نے صالح بن عبد الرحمن کو

[1] طبری جلد ہشتم ص ۱۲۷۰-۱۲۷۵، [2] فتوح البلدان بلاذری ص ۴۲۸،

ابن عبد الرحمن علی خراج العراق و	عراق کے خراج کا افسر مقرر کیا، اور یزید بن ابی کبشہ
ولی یزید بن ابی کبشة السکسکی	سکسکی کو سند کا والی بنایا، تو محمد بن قاسم پابزنجیر بھیجا گیا،
السند فحمل محمد بن القاسم مقیدا[1]	

راستہ میں عراق تھا، وہاں صالح بن عبد الرحمن گورنر تھا، حجاج نے اوس کے بھائی آدم بن عبد الرحمن کو خارجی ہونے کے جرم میں قتل کروا دیا تھا، اس نے جوش انتقام کو ٹھنڈا کرنے کے لیے محمد بن قاسم کو منتخب کیا کہ اس وقت حجاجیوں کا ستارۂ اقبال ڈھل چکا تھا، طرح طرح کی تکلیفیں دے دے کر اس بدقسمت سپہ سالار اور اس کے رفقاء کی زندگیوں کو دردناک اختتام تک پہنچا دیا، اس سبب پر تمام عربی مورخ متفق الرائے ہیں چنانچہ ہم ہر مستند مورخ کی چند سطر اس واقعہ کے متعلق نقل کرتے ہیں

فحبسه صالح بواسط . . . .

فعذبه صالح فی رجال من آل ابی عقیل	تو صالح نے اوسکو واسط میں قید کر دیا، . . . . . . اور آل
حتی قتلهم وکان الحجاج قتل آدم اخا	ابی عقیل کے ساتھ اوسکو سخت عذاب دیا، یہاں ان کو
صالح وکان یری رای الخوارج[2]	قتل کر ڈالا، اور حجاج نے صالح کے بھائی آدم کو خارجی ہونے
	کے جرم میں قتل کر ڈالا تھا،
وجعل (سلیمان) صالح بن عبد الرحمن علی	اور سلیمان نے صالح بن عبد الرحمن کو خراج وصول کرنے کے لیے
الخراج وامره ان یقتل آل ابی عقیل و یبسط	مقرر کیا اور حکم دیا کہ وہ ابی عقیل کے خاندان کو قتل کر ڈالے
علیهم العذاب	اور ان کو سزا دے . . . .
قدم صالح العراق علی الخراج . .	صالح عراق آیا اور خاندان ابی عقیل کو گرفتار کر کے سزا دینی
واخذ صالح آل ابی عقیل فکان یعذبهم	شروع کی، اور عبد الملک بن المهلب یہ کام

[1] تاریخ طبری جلد ۸ صفحہ ۱۲۸۰، [2] الکامل ابن اثیر، جلد ۴ صفحہ ۴۷۵۰،

وکان یلی عذابھم عبد الملک بن المھلب[1]	انجام دیتا تھا،
" " " "	
وولی سلیمان بن عبد الملک فولی یزید بن ابی کبشۃ السکسکی السند، فاخذ محمداً وقیدہ وحملہ الی العراق ۔۔۔	سلیمان بن عبد الملک خلیفہ ہوا تو اس نے یزید بن ابی کبشہ السکسکی کو سندھ کا گورنر مقرر کیا، اس نے محمد کو گرفتار کرکے پابزنجیر عراق روانہ کر دیا اور صالح نے اسکو خاندان ابی عقیل کے ساتھ تکالیف پہنچانی شروع کی، حتی کہ انکو قتل کر ڈالا، کیونکہ حجاج نے صالح کے بھائی آدم کو قتل کر دیا تھا اور وہ خارجی تھا،
فعذبہ صالح فی رجال من آل ابی عقیل حتی قتلھم وکان الحجاج قتل آدم اخا صالح وکان یری رای الخوارج[2]	
" " " " "	
ولی سلیمان بن عبد الملک فعزلہ وولی یزید بن ابی کبشۃ السکسکی علی السند مکانہ فقیدہ یزید وبعث بہ الی العراق فحبسہ صالح بن عبد الرحمن بواسط وعذبہ فی رجال من قرابۃ الحجاج حتی قتلھم وکان الحجاج قتل اخاہ آدم علی رای الخوارج[3]	سلیمان بن عبد الملک خلیفہ ہوا تو اس نے اس کو (محمد) کو معزول کرکے یزید بن ابی کبشہ السکسکی کو سندھ کا گورنر مقرر کیا، یزید نے اسے گرفتار کرکے عراق بھیجا، صالح بن عبد الرحمن نے اس کو حجاج کے دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ واسط میں قید کرکے سخت سزا دیکر مار ڈالا، حجاج نے اوسکے بھائی آدم کو قتل کر ڈالا کیونکہ وہ خارجی تھا،

ہم کو امید ہے کہ مذکورہ بالا مستند حوالوں کے بعد ناظرین کرام کو غریب محمد بن قاسم کی افسوسناک

---

[1] تاریخ طبری جلد ۸ ص ۱۳۸۲-۳ [2] الکامل ابن اثیر جلد ۴ ص ۲۶۵ [3] ابن خلدون جلد ۳ ص ۶۶۔

موت کے حقیقی سبب کے تعیین مین کوئی دقت اور شک وشبہہ نہ ہوگا، پھر بھی چند فرعی باتین اگر لکھ دی جائین تو یہ مسئلہ اور واضح ہو جاتا ہے،

اس واقعہ پر تمام عربی و فارسی تاریخین متفق ہین کہ داہر کے قتل کے بعد اسکی بیوی وبہن نے نہایت ہی بہادری سے عرصہ تک دار السلطنت کی مدافعت جاری رکھی، لیکن جب محاصرہ ناقابل برداشت ہوگیا تو اُس کی بیوی تمام عورتون اور رشتہ دارون کے ساتھ اپنے کو آگ کی نذر کر دیا اور تمام مرد ہاتھون مین تلوار لے کر نکل کھڑے ہوئے حتی کہ ان مین سے کوئی بھی نہ بچا، بلاذری ان خواتین ہند کی ستی ہونے کو یون بیان کرتا ہے،

فتح محمد بن القاسم راور عنوة وکانت بھا امرأة لداھر، فخافت ان توخذ فاحرقت نفسھا وجواریھا ومالھا[1] محمد بن قاسم نے راور کو بلا جنگ فتح کرلیا، وہان داہر کی ایک بیوی تھی، وہ ڈری کہ کہین اوسکو گرفتار نہ کرلیا جائے اس لیے وہ خود اپنی لونڈیون اور مال کے ساتھ ستی ہو گئی

اہلِ ہند اچھی طرح جانتے ہین کہ راجپوت خاندانون کا یہ "جوہر" ہندوستان کی تاریخون مین ہر جگہ نظر آتا ہے،

یہ عبارت صاف طور سے ظاہر کرتی ہے کہ داہر کی غیرتمند بیوی نے غلامی سے بچنے کیلئے نہ صرف اپنے کو جلا ڈالا، بلکہ اپنی تمام عزیز خواتین اور اپنے تمام ملکیت کو سپرد آتش کر دیا، پھر سمجھ مین نہین آتا کہ ایک ایسی خوددار خاتون اس کو کیسے جائز رکھ سکتی ہے کہ اپنی دو جوان بیٹیونکو مسلمانون کی غلامی کے لیے چھوڑ جائے علاوہ ازین اس جگہ کی عبارت کا یہ طرز ہے کہ اگر وہ اپنی لڑکیون کو کسی صورت سے بچانے کی کوشش بھی کرتی تو ضرور اس جگہ لکھ دیجاتی، اس کے سوا جہان پر مال غنیمت کا تاریخون مین ذکر ہے، وہان بتون، روپیون، غلامون کے ذکر کے ساتھ کہین بھی اس کا ذکر نہین، حالانکہ سب سے

[1] فتوح البلدان بلاذری ص ۴۴۶۔

زیادہ قابل ذکر ہی چیز تھی، چنانچہ دوسری تاریخون مین جہان جہان شاہی خاندان کی کوئی خاتون بھی گرفتار ہوئی ہے، ہان اس کا مفصل بیان موجود ہے، یہ چیزین ہمارے دعویٰ کے بالواسطہ ثبوت نہین، آخیر مین ہم اگر یہ دکھانے کی کوشش کرین کہ محمد بن قاسم کا طرز حکومت از ابتدا تا انتہا اتنا خوشگوار رہا ہے کہ لوگون نے اس کی مفارقت مین نہ صرف اشک حسرت بہائے بلکہ اسکو ایک دیوتا بنا کر اپنے مندر مین جگہ دی اور اس کی پرستش کی ہے۔[1] تو یقیناً یہ بات اس ثبوت مین مزید وسیلہ کریگی، مفتوح قوم اپنی تمام بے عزتی قبول کر سکتی ہے، لیکن وہ اپنی عورتون کی بے حرمتی کو گوارا نہین کر سکتی، ممکن ہے کہ تلوارونکی چمک زبانون کو گنگ کر دے لیکن وہ دلون پر مہر نہین کر سکتی اور اس مین کسی قابل نفرت انسان کے متعلق اس درجہ عقیدت جو عبودیت تک پہنچ جائے پیدا نہین ہو سکتی، اس سے محمد قاسم کی اس جرم سے برأت ظاہر ہوتی ہے،

انقلاب الامم

دنیا کی قومون مین ترقی وزوال، ارتقار وتنزل، کمال وانحطاط کے انقلابات کیونکر طاری ہوتے ہین، اور قومون کی تعمیر وتخریب مین ان کے مزاج عقلی واخلاقی کو کہان تک دخل ہے ان سوالات کے جوابات دنیا کی تمام قومونکی تاریخون کو پیش نظر رکھکر پوری طرح دیا گیا ہے، آج جب آپ تنزل کے نشیب سے نکلنا، اور ترقی کے فراز تک پہنچنا چاہتے ہین اس فلسفہ کے سمجھنے کی آپکو سخت ضرورت ہے، فرانس کے مشہور اجتماعی مصنف موسیو لیبان (مصنف تمدن عرب) کی یہ تصنیف اور مولانا عبدالسلام ندوی کی ملخص ہے، طبع دوم قیمت ۸/ ،   "منیجر"

[1] فتوح البلدان بلاذری ص ۴۴۶ ،